اسلام کا فلسفہ نکاح اور اس کی عصری معنویت

Philosophy of Nikah in Islam and its contemporary importance

AYESHA IBRAHIM

Lecturer of Islamic Studies in Gulab Devi Educational Complex, Lahore

Ayeshaibrahim307@gmail.com

DR. MUHAMMAD NAEEM ANWAR

Assistant Professor, Department of Arabic & Islamic Studies, Govt.

College University, Lahore.

ABSTRACT

On the basis of the reciprocal relationship of the two integral wheels of man and woman, Islam has laid the cornerstone and lifted the edifice of a solid and permanent social conduct of life. The family in Islam is built on strong foundations that can provide rational continuity, true protection, and mature intimacy. Marriage is a part of life, both in the family and in society. Marriage is a religious obligation, a legal shield, and a social responsibility for Muslims. Marriage is the first and most important righteous act in Islam, as well as an act of responsible commitment. Marriage's divine virtue, social necessity and spiritual benefits were all accepted by Islam.

Nikah is a social organization that provides women with a specified and dignified status. Islam's messenger ushered in societal change. Without granting equal status to women, no social reforms were necessary. The aim of this article is to discuss the marriage institution in an Islamic context. framework, as well as its role and significance in today's global human society.

Keywords: Marriage, religious obligation, integral wheels of man & woman, permanent social conduct, true protection, mature intimacy, spiritual benefits.

دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ حیات انسانی کا کوئی شعبہ بھی اس کی تعلیمات اور رہنمائی سے محروم نہیں۔ یوں عبادت، سیاست، معیشت اور معاشرت سے متعلق واضح ہدایت کے ساتھ ساتھ عملی نمونوں کے ذریعے ایک صالح نظام زندگی کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ تاریخ کے آئینے میں مختلف تہذیبوں میں عورت کا مقام مختلف رہا ہے۔ ان تہذیبوں میں عورت کا معاشرتی مقام بہت ابتر تھا۔ الہامی مذاہب میں ابتداء میں عورت کا مقام بہتر تھا مگر بعد ازاں اقوام کے الہامی تعلیمات سے منحرف ہو جانے اور تعلیمات میں تحریف کرنے سے عورت کا مقام پست ہو گیا۔ عائلی نظام قائم کرنے کیلئے عورت کی معیت ناگزیر ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے کائنات کے انسان اول کو عورت کی معیت میں زمین پر نازل کیا۔ عورت اور مرد کو عائلی نظام کی بنیاد رکھنے کیلئے ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کا نظام متعارف کرایا۔ ہر قوم میں بھیجی گئی شریعت کے مطابق ازدواجی زندگی کے طریقے مختلف رہے ہیں۔ ازدواجی زندگی کے ان اصولوں سے ان قوموں میں عورت کا مقام واضح ہوتا ہے۔

الہامی مذاہب میں عورت کا ازدواجی زندگی میں بہترین مقام رہا ہے۔ اعلیٰ نظام معاشرت کی تشکیل اور اس کے ارتقاء واستحکام کیلئے مرد و عورت کے مابین باہمی تعلق کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ اس ضمن میں عورت کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اس دعویٰ کی تصدیق ازواج مطہرات رضی اللہ عنہما کے طرز حیات سے ہوتی ہے۔ ان پاک دامن خواتین نے معاشرتی اقدار کو فروغ دینے میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ انہوں نے معاشرتی استحکام کیلئے خاندانی نظام کو توانائی بخشی اور نکاح کی عصری معنویت کو بھی اپنے کردار مبارک سے اجاگر کیا۔

نکاح ایک ایسا عمل ہے جو آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور جنت تک باقی رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے انسان اس دنیا کا معمار بنے اور اس غرض کیلئے اپنے اندر کارفرما ذہنی، فکری اور جسمانی قوتوں کو صحیح سمت میں استعمال کرے۔ جسم اور روح ہر طاقت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہے۔ جنہیں اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کرنا ہو گا۔ جنسی قوت بھی ان صلاحیتوں میں سے ایک ہے جسے ایک خاص مقصد کیلئے انسان کو ودیعت کیا گیا ہے۔ نکاح نہ صرف اس قوت کے تقاضوں کی تکمیل کا شرعی طریقہ ہے بلکہ یہ معاشرتی زندگی کی اکائی بھی ہے جو عصری تقاضوں کی تکمیل میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا اور دنیا کو اس کیلئے مسخر کر دیا۔ اس کی بقاو افزائش کیلئے انتظام فرمایا۔ جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ساتھ ہی بی بی حوا کو بھی تخلیق فرما دیا۔ اس طرح دونوں میں ایک دوسرے کیلئے رغبت، الفت اور محبت کا جذبہ بھی ودیعت فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے:

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا[1]

---

[1] النساء، ۴:۴

Al-Nisāʾ, 4:4

اے انسانو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک ہی نفس سے پیدا فرمایا۔ اور اسی سے اس کی زوجہ کو پیدا فرمایا۔ اور ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پیدا فرمائیں۔ اور اسی اللہ سے ڈرو جس سے تم ہر وقت مانگتے رہتے ہو۔ اور رشتہ داری کا پاس رکھو۔ یقناً اللہ تعالیٰ آپ کے اوپر نگاہ رکھے ہوئے ہے۔

نکاح کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ نسل انسانی دیگر جانوروں سے ممتاز رہے اور ایک شفاف اور پاکیزہ رشتے کے ذریعے مرد و عورت ایک دوسرے سے جڑے بھی رہیں۔ اس طرح نسل انسانی قیامت تک محفوظ فرمادی۔ نکاح کی ابتداء چونکہ اس دھرتی پر پیدا ہونے والے پہلے انسان سے ہو چکی تھی، اس لئے اب اس کی ساری اولاد چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو، الہامی چاہے غیر الہامی یا مذہب کے کسی بھی فرقے سے ہو یا وہ آزاد خیال ہو مذاہب کی پابندی نہ کرتا ہو لیکن شادی اور نکاح کی رسم ضرور ادا کرے گا۔ جیسا کہ رسم نکاح کی ابتداء سب سے پہلے انسان حضرت آدمؑ سے ہوئی۔

آدمؑ کا نکاح جب بی بی حوا سے ہوا آپؑ نے انہیں مہر بھی دیا تھا۔ اسی طرح یہ سنت اولاد آدم میں آج بھی جاری ہے اور معاشرے کے تقاضوں کو پورا کر رہی ہے۔

علامہ حصکفیؒ لکھتے ہیں:

ليسَ لنَا عبادة شرعت من عهدِ آدم الى الآن ثم تستمرُّ فی الجنة الاالنكاحَ والايمانَ۔[1]

ہمارے لئے ایسی کوئی عبادت موجود نہیں جو آدم علیہ السلام سے آج تک لگاتار مشروع ہو اور آگے جنت تک جاری رہے مگر فقط نکاح اور ایمان۔

علامہ حصکفیؒ نکاح کی تعریف یوں لکھتے ہیں:

(هو)عند الفقهاء(عقدٌ يفيد ملك المتعة)أي حل استمتاعِ الرجلِ۔[2]

وہ (نکاح) فقہاء کے نزدیک ایسا عقد جس سے ملک المتعہ کا فائدہ حاصل ہو۔ یعنی مرد کا عورت سے نفع لینا حلال ہو۔

ابو علی فارسی نکاح کے بارے میں رقم طراز ہیں:

قال أبو على الفارسي: فرقت العرب بينهما فرقا لطيفافاذا قالوانكح فلانة أو بنت فلانة أو اخته أرادوا عقد عليهاواذاقالوانكح امرأته أوزوجته لم يريدا الا الوطى لانه بذكرامرأته وزوجته يستغني عن ذكر العقد۔[3]

---

[1] ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر، بیروت، (۱۹۹۲)، ۳:۳

Ibn ʿĀbidain, Muḥammad Amīn, Radd al-Muḥtār ʿalā al-durr al- Mukhtār, Dār al-Fikr, Bairūt, (1992 AD), Vol 3, Pg# 3

[2] ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار علی الدر المختار، ۳:۳

Ibn ʿĀbidain, Muḥammad Amīn, Radd al-Muḥtār ʿalā al-durr al- Mukhtār, Vol 3, Pg# 3

[3] ابن عابدین، محمد امین، رد المحتار علی الدر المختار، ۳:۳

Ibn ʿĀbidain, Muḥammad Amīn, Radd al-Muḥtār ʿalā al-durr al- Mukhtār, Vol 3, Pg# 3

ابو علی فارسی کے مطابق دونوں میں ایک لطیف فرق ہے۔ جب کہا جائے کہ کسی نے فلاں سے نکاح کیا یا فلاں کی بیٹی یا بہن سے تو اس سے مراد عقد ہوتی ہے۔ اور جب بولا جائے کہ اپنی عورت یا بیوی سے نکاح کیا تو اس سے وطی کے علاوہ کچھ مراد نہیں ہوتا۔ کیونکہ جب بیوی یا زوجہ بول دیا تو عقد کے ذکر کی ضرورت نہیں رہتی۔

اسلام نے نکاح کی اہمیت کو اجاگر کر کے لوگوں کو اس کی ترغیب دلائی، اس کی تلقین کی اور اس سے روگردانی کو قابل ملامت ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے آپؑ کی تنہائی ختم کرنے کیلئے حوا علیہا السلام کو پیدا کیا۔ پھر ان سے آپؑ کا نکاح کیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ۔[1]

وہ وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑ بنایا تا کہ اس سے آرام پائے، پھر جب میاں نے بیوی سے ہم بستری کی تو اس کو ہلکا سا حمل رہ گیا پھر اسے لیے پھرتی رہی، پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تب دونوں میاں بیوی نے اپنے مالک اللہ سے دعا کی کہ اگر آپ نے ہمیں صحیح سالم اولاد دے دی تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے۔

آدم علیہ السلام کے بعد یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ تمام انبیاء کرام علیہ السلام نے نکاح کئے ماسویٰ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّةً۔[2]

اور البتہ تحقیق ہم نے آپ سے پہلے کئی رسول بھیجے اور ہم نے انہیں بیویاں اور اولاد بھی دی تھی۔

تمام انبیاء علیہم السلام کی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو بھی نکاح کے احکامات دیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا۔[3]

نکاح کرو جتنی عورتوں سے کر سکتے ہو دو دو، تین تین اور چار چار۔ اگر تمہیں ڈر ہو کہ انصاف نہیں کر پاؤ گے تو پھر ایک۔ یا پھر وہ عورتیں جن کے تم مالک بن گئے ہو۔ یہ اس لئے ہے کہ تم بوجھ محسوس نہ کرو۔ اور عورتوں کو انکے مہر خوشی خوشی دے دیا کرو۔ اگر وہ اس میں کچھ آپ کو دینے پر رضامند ہو جائیں تو خوشی خوشی کھالو۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

---

1 الاعراف، ۷:۱۸۹

Al-Aʿrāf, 7:189

2 الرعد، ۱۳:۳۷

Al-Rʿad, 13:37

3 النساء، ۴:۳

Al-Nisāʾ, 4:3

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۚ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ[1]

اور جو تم میں مجرّد ہوں اور جو تمہارے غلام اور لونڈیاں نیک ہوں سب کے نکاح کرادو، اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کردے گا، اور اللہ کشائش والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

قرآنی آیات کے ساتھ احادیث نبویہ میں بھی نکاح کی تلقین کی گئی ہے۔ نکاح انسان کی عائلی زندگی کو بہتر بناتا ہے اور انسان کی معاشرتی ضروریات کو بھی احسن انداز میں پورا کر کے اسے معاشرے کیلئے کار آمد بناتا ہے۔ اسلام میں ازدواجی حسن معاشرت کیلئے نکاح اتنا ضروری ہے کہ اس پر عمل کرنے کو نصف ایمان کہا گیا ہے۔

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا تزوج العبد فقد استكمل نصف الدين فليتق الله في النصف الباقي۔[2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب ایک شخص شادی کرتا ہے تو اس نے آدھا ایمان پورا کر لیا لہذا اسے چاہئے کہ باقی آدھے میں اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرے۔

انسان عبادت کرے اور کتنے ہی نیک عمل کرے اس کا ایمان آدھا ہے۔ جب تک وہ ازدواجی زندگی میں داخل ہو کر حقوق و فرائض کو ادا نہ کرے تب تک اس کا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اسلام رہبانیت کو اختیار کرنے سے منع کرتا ہے۔

عن أنس بن مالكٍ . رضى الله عنه . يقول جاء ثلاثةرهط إلى بيوت أزْواج النبى صلى الله عليه وسلم يسأَلو ن عن عبادة النَّبي صلى الله عليه وسلم فلما أُخبروا كأنَهم تقالوها فقالوا وأَين نحن من النبيِ صلى الله عليه وسلم قد غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر. قال أحدهم أما انا فا ني اصلي الليل أبدا. وقال آخر أنا أصوم الدهر ولا افطر. وقال اخر أنا اعتزل النساء فلا أتزوَج ابدا. فجاء رسول اللَّه صلى الله عليه وسلم فقال: أنتم الذين قلتم كذا وكذا أما واللَه إني لأخشاكم للَه وأتقاكم له، لَكنّي أصوم وأفطر،وأُصلّي وأَرقد وأتزوج النساء، فمن رغب عن سنّتي فليس مني۔[3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تین آدمی حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی عبادت کے بارے میں ان سے دریافت کریں۔ جب انہیں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی عبادت کے بارے میں بتایا گیا تو گویا انہوں نے

---

[1] النور، ۲۴:۳۲

Al-Nūr, 24:32

[2] خطیب تبریزی، محمد بن عبد اللہ، مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، الفصل الثالث، الرقم:۳۰۹۶

Khaṭīb Tabraizī,Muḥammad Bin ʿAbdullah, Mishkāt al-Maṣābīḥ, Kitāb: Al-Nikāḥ, Bāb: Al-Faṣl al-Thālith, Hadith No. 3096

[3] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الاعتصام بالکتاب والسنہ، (مصر: دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ)، الرقم:۵۰۶۳

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʿīl, Al-Jāmiʿ al-ṣaḥīḥ, Kitāb: Al-Nikāḥ, Bāb:Al-Iʿtiṣām Bi Al-Kitāb wa al-Sunnah, Miṣr, Dār Ṭauq al-Najāh, (1422 AH), Hadith No. 5063

اسے بہت ہی کم سمجھا۔ اور کہا کہ کہاں ہم اور کہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم ؟ اللہ عزّ و جل نے تو ان کے سبب امتیوں کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف فرمادیا ہے۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا۔ میں ہمیشہ شب بیدار رہ کر عبادت کروں گا، دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا، تیسرے نے کہا میں عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم تشریف لائے اور آپ نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں نے ایسا ایسا کہا ہے۔ قسم خدا کی! میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔ لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور کبھی ترک بھی کرتا ہوں۔ میں رات کو نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں تو جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نوجوانوں کو نکاح کی تلقین فرماتے تھے:

قال لنا النبي صلى الله عليه وسلم: يا معشر الشباب من استطاع منكم الباءة فليتزوج، ومن لم يستطع فعليه بالصوم فا نه له وجاء[1]

ہم نوجوان نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نوجوانو! جس کے پاس نکاح کی ضروریات کی استطاعت ہے تو وہ شادی کر لے کیونکہ شادی نظریں جھکانے اور شرمگاہ کو تحفظ دینے کا قوی ذریعہ ہے اور جو استطاعت نہ رکھے تو وہ روزوں کی پابندی کرے۔ کیونکہ روزے شدت شہوت کو توڑ دیتے ہیں۔

نکاح ازدواجی حسن معاشرت کا پہلا رکن ہے۔ نظام کائنات جوڑوں کی مدد سے چل رہا ہے۔ جوڑوں کے افراد مستقل بالذات نہیں بلکہ ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا دائرہ کار، تقسیم کار اور صلاحیتیں مختلف ہیں۔ جوڑوں کے اپنے اپنے دائرہ کار میں پیدا کی ہوئی توانائی ایک خودکار نظام قدرت کے ذریعے یکجا ہو کر ایک دوسرے کے عمل کی تکمیل کرتے ہیں جس سے اس کائنات کا نظام چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں ہر شئے کا جوڑا بنایا ہے:

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ[2]

اور ہر چیز کو ہم نے جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو.

اسی طرح انسانوں کے جوڑے بنائے جسے زوجین کہا جاتا ہے، جس کا مقصد افزائش نسل ہے۔

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ[3]

---

[1] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الحث علی النکاح، الرقم: ۳۲۰۸

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʿīl, Al-Jāmiʿ al-ṣaḥīḥ, Kitāb: Al-Nikāḥ, Bāb: Al-ḥath ʿala Al-Nikāḥ, Hadith No. 3208

[2] الذاریات، ۵۱:۴۹

Al- Dhāriyāt, 51:49

[3] الشوریٰ، ۴۲:۱۱

Al-Shūrā, 42:11

وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس کے جوڑے بنا دیئے ہیں اور چوپایوں کے جوڑے بنائے ہیں۔ تمہیں وہ اس میں پھیلا رہا ہے اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

زوجین خاندان کے دو اہم اور بنیادی ستون ہیں۔ خاندان زوجین کے عائلی روابط سے ہی وجود میں آتا ہے۔ اس ستون کی بنیاد رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کا حکم دیا اور زوجین کے حقوق و فرائض کا تعین کیا تا کہ زوجین کا آپس میں مضبوط رشتہ استوار ہو سکے جو نہ صرف اسلامی اقدار کی عکاسی کرے بلکہ عصری تقاضوں کی احسن انداز میں تکمیل کرے۔

اسلام میں حق مہر

نکاح کے بندھن میں بندھ جانے کیلئے اسلام نے شوہر کو پابند کیا ہے کہ وہ بیوی کو مہر ادا کرے۔ قرآن حکیم نے مردوں کو نہ صرف عورت کی ضروریات کا کفیل بنایا ہے بلکہ انہیں تلقین کی ہے کہ اگر وہ مہر کی شکل میں ڈھیروں مال بھی دے چکے ہوں تو واپس نہ لیں کیونکہ وہ عورت کی ملکیت بن چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم قرآن مجید میں دیا ہے:

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا[1]

اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دو، پھر اگر وہ اس میں سے اپنی خوشی سے تمہیں کچھ معاف کر دیں تو تم اسے مزے دار خوشگوار سمجھ کر لے لو۔

مہر نکاح کی شرائط میں سے ہے۔ نکاح کے بعد شوہر کے لئے واجب ہو جاتا ہے کہ وہ مہر کی ادائیگی کرے۔ حق مہر نکاح سے پہلے لڑکی اور لڑکے والوں کی رضامندی سے طے ہوتا ہے۔ جس کی ادائیگی کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اسلام نہ تو کسی سے زیادتی برداشت کرتا ہے اور نہ ہی کسی کی حق تلفی کرنے دیتا ہے۔ ہر معاملے میں راہ اعتدال اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اسی طرح مہر دینے کیلئے کوئی واضح مقدار مقرر نہیں کی گئی۔ یہ علاقہ اور حالات پر منحصر ہے۔ تا کہ نہ کسی کی دل آزاری ہو، نہ کسی کی دل شکنی ہو۔

مہر کی مقدار کے بارے میں اہل علم فقیہہ حضرات کی مختلف آراء ہیں:

وقال الترمذي واختلف أهل العلم في المهر،فقال بعض أهل العلم: المهر علي ماتراضواعليهما، وهو قول سفيان ثوري والشافعي،وأحمد،واسحاق،وقال مالک بن أنس:لايكونالمهر أقل من ربع دينار،وقال بعض أهل الكوفة: لايكون مهر أقل من عشرةدراهم۔[2]

---

[1] النساء، ۴:۴

Al-Nisāʾ, 4:4

[2] الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن، کتاب النکاح، باب المہر، بیروت، لبنان، دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸، الرقم: ۱۱۰۲

Al-Tirmidhī, Abu ʿīsā Muḥammad Bin ʿīsā, Al-Sunan, Kitāb: Al-Nikāḥ, Bāb: Al- Mahar, Bairūt, Labnān, Dār al- Garb al-Islamī, (1998), Hadith No. 1102

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ مہر کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں مہر وہ ہے جس پر فریقین راضی ہو جائیں۔ یہ قول سفیان ثوریؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ اور اسحاقؒ کا ہے۔ مالک بن انس کے مطابق کم از کم مہر کی رقم چوتھائی دینار ہونی چاہئے۔ بعض کوفی اہل علم فقہاء کے مطابق کم از کم دس درہم مقرر کی جائے۔

نان ونفقہ کی ذمہ داری

نکاح کرنے کے بعد چونکہ خاوند گھر کا سربراہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوامیت عطا کی ہے، اس لئے اسلام میں بیوی کے نان ونفقہ کی تمام ذمہ داری خاوند پر ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ[1]

اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ہے ان (ماؤں) کا کھانا اور لباس دستور کے مطابق۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ۔[2]

وسعت والے کو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہئے اور جس کی آمدنی کم ہو اسے چاہئے کہ اللہ نے اسے جتنا دیا ہے، اس میں سے خرچ کرے۔

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر نان ونفقہ کی ذمہ داری مرد پر ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اتّقوا اللّه في النساء فإنكم اخذتموهن بأمان اللّه واستحللتم فروجهن بكلمة اللّه---

ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن بالمعروف۔[3]

پس عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیوں کہ تم نے انہیں اللہ کی امان کی بنیاد پر لے رکھا ہے اور ان کی شرمگاہوں کو اللہ کے حکم سے ہی حلال کیا ہے۔۔۔۔ اور ان کے لئے تمھارے اوپر ان کا کھانا اور ان کا کپڑا دستور کے مطابق لازم ہے۔

نان ونفقہ کے ساتھ ساتھ بیوی کو سکنی بھی مہیا کرنا شوہر پر لازم ہے۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ۔[4]

---

1 البقرۃ، ۲:۲۳۳

Al-Baqarah, 2:233

2 الطلاق، ۶۵:۷

Al-Ṭalāq, 65:7

3 القشیری، مسلم بن الحجاج، مسلم، کتاب الحج، باب حجۃ النبی ﷺ، بیروت، لبنان، دار احیاء التراث، الرقم: ۱۲۱۸

Al-Qusharī, Muslim Bin Ḥajjāj, Muslim, Kitāb: Al-Ḥajj, Bāb: Ḥujjah Al-Nabiyy ﷺ, ,Bairūt, Labnān, Dār Iḥyāʾ al-turāth al-ʿArabī, Hadith No. 1218

4 الطلاق، ۶۵:۶

Al-Ṭalāq, 65:6

ان کو اپنی حیثیت کے مطابق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو۔

حسنِ سلوک

میاں بیوی دونوں کی سوچ یہ ہو کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کیلئے لازمی طور پر کامل سعادت کا طالب ہو۔ اسلام عائلی زندگی کو سکون و اطمینان کا مرقع بنانے کیلئے مرد کو عورت کے ساتھ بھلا سلوک کرنے کی ترغیب دلاتا ہے اور پسندیدہ تو کجا ناپسندیدہ بیوی کے ساتھ بھی حسن معاشرت کی تاکید کرتا ہے۔ تاکہ عورت مطمئن و پر سکون ہو اور مرد کیلئے باعث تسکین بنتے ہوئے مرد کے رجحان شدت و غضب کو متوازن کر سکے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔[1]

عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کی تاکید کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

خيركم خيركم لأهله وانا خيركم لأهلى۔[2]

تم میں سب سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں اور میں تم میں اپنی خواتین کے ساتھ بہترین برتاؤ کرنے والا ہوں۔

دوسرے مقام پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عن أَبِي هريرة، قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم . اللهم إِني أُحرِج حق الضعيفين اليتيم والمرأة-[3]

اے اللہ میں کمزوروں کا حق مارنا حرام کرتا ہوں۔ ایک یتیم کا حق اور دوسرا عورت کا حق۔

خلع کا حق

اگر عورت اپنی ازدواجی زندگی سے مطمئن نہ ہو اور اپنے شوہر کی بد اخلاقی، مکاری یا اس کی کمزوری سے نالاں ہو جائے اور اسے ناپسند کرے اور اسے خوف ہو کہ حدود اللہ کی پاسداری نہ کر سکے گی تو وہ شوہر سے خلع لے سکتی ہے۔ یہ کسی عوض کے بدلے ہو گا جس سے وہ اپنی جان چھڑائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

---

[1] النساء، ۴:۱۹

Al-Nisāʾ, 4:19

[2] الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا، الرقم:۱۱۶۳

Al-Tirmidhī, Abu ʿīsā Muḥammad Bin ʿīsā, Al-Sunan, Kitāb: Al-Riḍāʿ, Bāb: Mā Jāʾa fī Ḥaqq al-Marʾah…., Hadith No. 1163

[3] الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبی ﷺ، الرقم:۳۸۹۵

Al-Tirmidhī, Abu ʿīsā Muḥammad Bin ʿīsā, Al-Sunan, Kitāb: Al-Manāqib, Bāb: Faḍl Azwāj al-Nabiyyiﷺ, Hadith No. 3895

فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ۗ [1]

پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ عورت معاوضہ دے کر پیچھا چھڑا لے۔

باہمی اعتماد

اسلام کے فلسفۂ نکاح میں نکاح کرنے کے بعد زوجین کا آپس میں ایک دوسرے پر اعتبار کرنا بہت اہم ہے۔ باہمی اعتبار ہی عائلی زندگی کو خوشگوار بناتا ہے۔ باہمی اعتبار کے بارے میں احادیث میں تاکید کی گئی ہے۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يطرق الرجل أهله ليلا يتخونهم أو يلتمس عثراتهم۔ [2]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ انسان رات کو (اچانک) گھر والوں کے پاس جا پہنچے اور ان کو خیانت (جس طرح خاوند نے کہا ہوا ہے، اس طرح نہ رہنے) کا مرتکب سمجھے اور ان کی کمزوریاں ڈھونڈے۔

بیویوں کے درمیان عدل

اسلام کے فلسفۂ نکاح میں کثیر الازدواجی کی صورت میں بیویوں کے درمیان عدل کرنا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ازدواجی معاشرت میں حسن اس وقت پیدا ہوتا ہے جب شوہر بیویوں کے درمیان عدل قائم کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اذاكانت عند الرجل امرأتان فلم يعدل بينهما جاء يوم القيامة وشقه ساقط۔ [3]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کی دو بیویاں ہو اور وہ ان دونوں کے درمیان عدل و برابری نہ کرتا ہو تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ ساقط ہو گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم إني أحرج حق الضعيفين اليتيم والمرأة۔ [4]

---

1 البقرۃ، ۲:۲۲۹

Al-Baqarah, 2:229

2 القشیری، مسلم بن الحجاج، مسلم، کتاب الامارۃ، باب کراھۃ الطروق وھو الدخول لیلا لمن ورد من سفر، الرقم: ۴۷۳۰

Al-Qusharī, Muslim Bin Ḥajjāj, Muslim, Kitāb: Al-Amārah, Bāb: Karāhah Al-Ṭurūq…., Hadith No. 4730

3 خطیب تبریزی، محمد بن عبد اللہ، مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب القسم، الرقم: ۴۳۷

Khaṭīb Tabraizī, Muḥammad Bin ʿAbdullah, Mishkāt al-Maṣābīḥ, Kitāb: Al-Nikāḥ, Bāb: Al-Faṣl al-Qism, Hadith No. 437

4 ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، کتاب الأدب، باب حق الیتیم، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۸ء، الرقم: ۳۶۷۸

Ibn Mājah, Abu ʿAbdullah Muḥammad Bin Yazīd Al-Quzwainī, Al-Sunan, Kitāb al-Ādāb, Bāb: Ḥaq al- Yatīm, Bairūt, Labnān, Dār al-Kutub al-ʿilmiyyah, (1998 AD), Hadith No. 3678

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ میں کمزوروں کا حق مارنا حرام کرتا ہوں۔ ایک یتیم کا حق اور دوسرا عورت کا حق۔

اسلام میں حق وراثت

اسلام کے فلسفہ نکاح میں عورت کو زوجیت میں لینے کے بعد ان کے لئے باضابطہ طور پر میراث میں حق رکھا ہے، جیسے اللہ کا ارشاد ہے:

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيباً مَفْرُوضاً۔[1]

ماں باپ اور رشتے داروں کے ترکے میں مردوں کا حصہ ہے اور ان کے ترکے میں عورتوں کا بھی حصہ ہے، خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ اور یہ حصے (خدا کی طرف سے) مقرر ہیں۔

دوسرے مقام پر بیویوں کو حق وراثت دینے کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُواْ لاَ يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَرِثُواْ النِّسَاء كَرْهاً وَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُواْ بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلاَّ أَن يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَن تَكْرَهُواْ شَيْئاً وَيَجْعَلَ اللّهُ فِيْهِ خَيْراً كَثِيْراً۔[2]

اے ایمان والو! تمہارے لیے حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو، انہیں اس لیے روکے نہ رکھو کہ جو (مال) تم نے انہیں دے رکھا ہے، اس میں سے کچھ لے لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی برائی اور بے حیائی کریں، ان کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی بسر کرو، اگرچہ تم انہیں ناپسند کرو، لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت ہی بھلائی رکھی ہو۔

ایذا رسانی سے اجتناب

مرد عام طور پر عورتوں سے زیادہ قوی ہوتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے شوہر کو بیوی پر ظلم و تعدی کرنے سے منع کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لایجلد أحدکم امرأته ثم یجامعهافی آخرالیوم۔[3]

---

1 النساء، ۴:۷

Al-Nisāʾ, 4;7

2 النساء، ۴:۱۹

Al-Nisāʾ, 4;19

3 البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب مایکرہ من ضرب النساء و قول اللہ (واضربوھن) أي ضربا غیر مبرح، الرقم:۴۹۰۸

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʿīl, Al-Jāmiʿ al-ṣaḥīḥ, Kitāb: Al-Nikāḥ, Bāb: Mā Yukrah Min Ḍarb al- Nisāʾ….., Hadith No. 4908

تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو نہ پیٹے کہ پھر دن ختم ہو تو اس سے مجامعت کرنے بیٹھ جائے۔

شوہر کی اطاعت

خاندانی نظام و انصرام کی بہتری کیلئے اسلام نے بیوی کو پابند کیا ہے کہ وہ شوہر کی اطاعت کرے۔ بیوی کی شوہر کی اطاعت کرنے سے عائلی زندگی میں حسن پیدا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وعن أنس قال: قال رسول اللَّه صلى اللَّه عليه وسلم: الْمرأة إذا صلت خمْسها وصامت شهرها وأحصنت فرجها وأطاعت بعلها فلتدخل من أي أبواب الجنة شاءت۔[1]

حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عورت پانچ نمازوں کو باقاعدگی سے ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور وہ اپنی عزت کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے گی۔

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ

عن عبد الله بن أبي أوفى قال لما قدم معاذ من الشام سجد للنبي صلى الله عليه وسلم قال ما هذا يا معاذ قال أتيت الشام فوافقتهم يسجدون لأساقفتهم وبطارقتهم فوددت في نفسي أن نفعل ذلك بك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا تفعلوا فإني لو كنت آمرا أحدا أن يسجد لغير الله لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها والذي نفس محمد بيده لا تؤدي المرأة حق ربها حتى تؤدي حق زوجها ولو سألها نفسها وهي على قتب لم تمنعه[2]

عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب معاذ رضی اللہ عنہ شام سے واپس آئے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ (سجدہ تحیہ) کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: "اے معاذ! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں شام گیا تو دیکھا کہ وہ لوگ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں، تو میری دلی تمنا ہوئی کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ایسا ہی کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، ایسا نہ کرنا، اس لیے کہ اگر میں اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، عورت اپنے رب کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک کہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرلے، اور اگر شوہر عورت سے جماع کی خواہش کرے، اور وہ کجاوے پر سوار ہو تو بھی وہ شوہر کو منع نہ کرے۔

---

[1] خطیب تبریزی، محمد بن عبد اللہ، مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب عشرۃ النساء، الرقم: ۳۲۵۴

Khaṭīb Tabraizī, Muḥammad Bin ʿAbdullah, Mishkāt al-Maṣābīḥ, Kitāb: Al-Nikāḥ, Bāb: ʿAshrah Al-Nisaؔ, Hadith No. 3254

[2] ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، کتاب النکاح، حق الزوج علی المرأۃ، الرقم: ۱۸۵۳

Ibn Mājah, Abu ʿAbdullah Muḥammad Bin Yazīd Al-Quzwainī, Al-Sunan, Kitāb al-Ādāb, Bāb: Ḥaq al- Zauj ʿAlā Al-Marʾah, Hadith No. 1853

تحفظ عزت

نکاح کے بندھن میں بندھ جانے کے بعد اسلام بیوی پر شوہر کا حق یہ ادا کرتا ہے کہ وہ اپنی عزت کی تحفظ کرے۔ پردے کا اہتمام کرے اور اپنی نگاہیں نیچی رکھے۔ احادیث مبارکہ میں بیویوں کو اپنی عفت وعصمت کی تحفظ کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أيما امرأة وضعت ثيابها في غير بيت زوجها فقد هتكت ستر ما بينها وبين اللّٰه ۔[1]

جو عورت اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ کہیں اور اپنے کپڑے اتارے اس نے پردہ کو پھاڑ دیا جو اللہ عزوجل اور اس کے درمیان تھا۔

شوہر کی ملکیت کی محافظ

نکاح میں آنے کے بعد چونکہ کفالت کا ذمہ مرد پہ ہے تو عورت کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنے شوہر کے مال کی حفاظت کرے۔ اگر بیوی شوہر کے مال کی حفاظت نہ کرے تو اس سے ازدواجی زندگی کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی تاکید خطبہ حجۃ الوداع میں فرمائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لا يجوز لامرأة في مالها إلا بإذن زوجها إذا هو ملك عصمتها[2]

کسی عورت کا اپنے مال میں بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے تصرف کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ وہ اس کی عصمت (ناموس) کا مالک ہے۔

نکاح کی عصری ضرورت واہمیت

انسانی معاشرے کی بنیاد اور اکائی خاندان ہے جو مرد اور عورت کے رشتہ ازدواج سے وجود میں آتا ہے۔ معاشرے کی ترقی و نشوونما کا انحصار جہاں خاندان پر ہے، وہاں معاشرے کی تنزلی و انتشار کا انحصار بھی اسی خاندان پر ہے۔ کیونکہ خاندان ہی معاشرے کی اساسی اکائی کی حیثیت رکھتے ہیں اور اسی سے معاشرے وجود میں آتے ہیں۔ جس قدر خاندان کی اکائی مضبوط اور مستحکم ہو گی، اس قدر ہی معاشرہ اور ریاست مضبوط اور مستحکم ہوں گے۔ خاندان کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ خاندان کی بقاء اور تحفظ کو شریعت کے بنیادی مقاصد میں شمار کیا گیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کا ایک مکمل شعبہ جو مناکحات یا اسلام کے عائلی نظام سے موسوم ہے، اسی مقصد کے لئے وجود میں لایا گیا ہے۔ قرآن مجید میں تقریبا ایک تہائی سے زائد احکام، عائلی نظام کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے لئے آئے ہیں لہٰذا نسل انسانی کی بقاء، بچوں کی تربیت اور قومی تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ میاں بیوی کا تعلق مستحکم و پائیدار ہو۔ اسی لیے اسلام نے زن و شوہر کے تعلق کو ٹوٹنے سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔

---

[1] ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، کتاب الآدب، باب دخول الحمام، الرقم:۳۷۵۰

Ibn Mājah, Abu ʿAbdullah Muḥammad Bin Yazīd Al-Quzwainī, Al-Sunan, Kitāb al-Adab, Bāb: DuKhūl Al-Ḥammām, Hadith No. 3750

[2] ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، کتاب الھبات، باب عطیۃ المرأۃ بغیر إذن زوجھا، الرقم:۲۳۸۸

Ibn Mājah, Abu ʿAbdullah Muḥammad Bin Yazīd Al-Quzwainī, Al-Sunan, Kitāb al-Hibāt, Bāb: ʿAṭiyyah al-Marʾah….., Hadith No. 2388

نکاح سنتِ انبیاء ہے

نکاح ایسا مقدس رشتہ ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ حضرت ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اربع من سنن المرسلين: الحياء، والتعطر، والسواك، والنكاح۔[1]

چار چیزیں رسولوں کی سنت ہیں۔ حیاء رکھنا، خوشبو کا استعمال کرنا، مسواک اور نکاح کرنا۔

عفت و عصمت کا تحفظ

نکاح کے ذریعے معاشرہ کئی اخلاقی جرائم سے پاک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اسلام اپنے پیروکاروں کو اچھے اخلاق اور عفت و پاکدامنی اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے جس کیلئے نکاح اکسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسلام مرد و عورت دونوں کو حکم دیتا ہے کہ اپنے فطری تعلق اور نفسانی خواہش کو ایک ایسے ضابطے کا پابند بنائیں جو ان کے اخلاق کو بے حیائی اور انسانی تمدن کو بے راہ روی سے محفوظ رکھ سکے۔ وہ ضابطہ و قانون نکاح ہی ہے۔ قرآن مجید میں نکاح کی تعبیر احصان سے کی گئی ہے۔ جس کے معنی قلع بندی کے ہیں۔ نکاح کرنے والا محصن اور نکاح میں آنے والی محصنہ کہلاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ۔[2]

قانون کا پہلا کام اس قلعہ کو مضبوط و مستحکم کرنا ہے اور جو اس نیت سے نکاح کرتا ہے، اس کے ساتھ مدد الٰہی شامل ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حق على الله عون من نكح التماس العفاف عمَّا حرم الله۔[3]

جو محرمات سے بچاؤ کی نیت سے نکاح کرتا ہے تو اس کی مدد اللہ تعالیٰ پر لازم ہے۔

نکاح کے ذریعے نظروں اور شرم گاہوں کی حفاظت ہوتی ہے۔ بہت حد تک میاں بیوی محرمات کے ارتکاب سے بچ جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کیلئے لباس قرار دیا ہے۔ جس کی وجہ سے انسان مختلف مضرات سے محفوظ ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ[4]

---

[1] الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن، کتاب النکاح، باب ماجاء فی فضل التزویج والحث علیہ، الرقم: ۱۰۸۰

Al-Tirmidhī, Abu ʿīsā Muḥammad Bin ʿīsā, Al-Sunan, Kitāb: Al-Nikāḥ, Bāb: Mā Jāʾa Fī Faḍl Al-Tazwīj, Hadith No. 1080

[2] النساء، ۴:۲۴

Al-Nisāʾ, 4:24

[3] الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن، کتاب فضائل الجہاد عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی المجاهد والناکح والمکاتب، الرقم: ۱۶۵۵

Al-Tirmidhī, Abu ʿīsā Muḥammad Bin ʿīsā, Al-Sunan, Kitāb: Faḍāil Al-Jihād…., Bāb: Mā Jāʾa Fī Al-Mujahid….., Hadith No. 1655

[4] البقرۃ، ۲:۱۸۷

Al-Baqarah, 2:187

وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کیلئے لباس ہو۔

نسلِ انسانی کی بقاء اور بہترین افزائش

نکاح، انسانی نسل کی صحیح بقاء و افزائش ہے۔ کیونکہ نسل کی درست بقاء وافزائش کے خدائی منصوبہ کا ذریعہ میاں بیوی کا جنسی تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الَّذِيٓ أَحۡسَنَ كُلَّ شَيۡءٍ خَلَقَهُۥۖ وَبَدَأَ خَلۡقَ ٱلۡإِنسَٰنِ مِن طِينٖ ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَهُۥ مِن سُلَٰلَةٖ مِّن مَّآءٖ مَّهِينٖ۔ [1]

جس نے نہایت خوب بنائی جو چیز بھی بنائی اور انسان کی بناوٹ مٹی سے شروع کی پھر اس کی نسل ایک بے وقعت پانی کے نچوڑ سے چلائی۔

بیوی بنانے کیلئے ایسی بیوی کا انتخاب کرنا چاہئے جو زیادہ اور بہتر نسل پیدا کرے۔ جس کے بارے میں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

إنی أصيت امرأة ذات حسب وجمال وأنها لاتلد،أفأتزوجها؟ قال كلا ثم أتاه الثانية فنهاه،ثم أتاه الثالثة فقال:تزوجواالودودالولودفإني مكاثربكم[2]۔

مجھے اعلیٰ نسب والی ایک خوب صورت عورت ملی ہے جو بچے نہیں دیتی، تو کیا میں اس کے ساتھ نکاح کر لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر گز نہیں۔ دوبارہ آیا، پس آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ پھر تیسری دفعہ آیا تو آپ نے فرمایا: زیادہ محبت والی اور زیادہ بچے جننے والی عورتوں سے نکاح کیا کرو تا کہ میں قیامت کو تمہاری کثرت پر فخر کروں۔

نسل کی بہتر افزائش اور بقاء صرف اور صرف نکاح ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ بچوں کو والدین، رشتہ داروں اور خاندان وقبیلے کے دوسرے افراد کا پیار و محبت سے بھرا ماحول ملتا ہے جس کی وجہ سے ان کی پوری زندگی اطمینان سے گزرتی ہے۔

سکون قلب اور مودت ورحمت

نکاح دلی سکون اور محبت و رحمت کا ذریعہ ہے۔ تمدن کے اعلیٰ مقاصد کے حصول کیلئے ضروری ہے کہ انسان کو دلی سکون اور اطمینان حاصل ہو۔ یہ سکون اور مودت ورحمت رشتۂ نکاح کی روح ہے۔ میاں بیوی ایک دوسرے سے مکمل سکون حاصل کرتے ہیں جس میں جسمانی، روحانی اور ذہنی سکون شامل ہے۔ میاں بیوی آپس میں محبت اور ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنۡ ءَايَٰتِهِۦٓ أَنۡ خَلَقَ لَكُم مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ أَزۡوَٰجٗا لِّتَسۡكُنُوٓاْ إِلَيۡهَا وَجَعَلَ بَيۡنَكُم مَّوَدَّةٗ وَرَحۡمَةً۔ [3]

---

[1] السجدۃ، ۳۲:۷۔۸

Al-Sajdah, 32:7-8

[2] ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب النکاح، باب النھی عن تزویج من لم یلد، بیروت، لبنان، دار الفکر، ۱۴۱۴ھ، الرقم: ۲۰۵۰

Abū Dāwūd, Sulaimān bin Al-Ashʿath, Al-Sunan, Kitāb: Al-Nikāḥ, Bāb: Al-Nahy ʿan tazwīj…., Bairūt, Labnān, Dār al-Fikr, (1414 AH), Hadith No. 2050

[3] الروم، ۳۰:۲۱

Al-Rūm, 30:21

اور اسی کے نشانات میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تا کہ ان کی طرف آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی۔

میاں بیوی میں جوانی میں جس قدر محبت اور بڑھاپے میں جس قدر ایک دوسرے پر مہربانی ہوتی ہے اس کی مثال کسی اور جگہ نہیں ملتی۔ مذکورہ آیت نکاح کے ذریعہ راحت و سکون ہونے پر واضح دلیل ہے۔ نکاح چھوڑنے سے کئی فتنوں میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے۔ اگر نکاح نہ ہو تو ناجائز طریقے سے یہ تقاضا پورا کرنے کی طرف میلان ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے حرام سے بچنے کے لئے یہ حلال راستہ رکھا ہے۔

انساب کی حفاظت

نسب کی حفاظت ایک ضروری امر ہے کیونکہ نسب ہی کے ذریعے خاندان اور قبیلہ بنتے ہیں۔ جو تعارف، تعاون اور تکافل کیلئے ضروری ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ[1]

اے لوگو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور تمہیں مختلف قوموں اور خاندانوں میں اس لئے تقسیم کیا ہے تا کہ تم ایک دوسرے کی پہچان کر سکو۔

ابن جریر طبریؒ کہتے ہیں یہاں شعوب سے مراد انساب ہیں۔ نکاح ہی کی وجہ سے نسب ثابت اور محفوظ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان میں رشتے ہوتے ہیں جن کا وہ احترام کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

غیر شادی شدہ اور محتاج اور مسکین

اسلام میں غیر شادی شدہ کو محتاج اور مسکین تصور کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بہت سا مال ہونے کو باوجود بھی اسے مسکین قرار دیا ہے۔ ابن ابی نجیح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: مسکین ہے، مسکین ہے وہ مرد جس کی بیوی نہ ہو۔

لوگوں نے عرض کیا: اگرچہ وہ بہت مال والا ہو تب بھی وہ مسکین ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اگرچہ وہ بہت مال والا ہو، پھر فرمایا: مسکین ہے، مسکین ہے وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو، لوگوں نے عرض کیا: اگرچہ بہت مالدار ہو تب بھی وہ مسکین ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اگرچہ مال والی ہو۔[2]

نکاح کرنے کے بعد شوہر خوب محنت مزدوری کرتا ہے، پیسے کماتا ہے اور پھر اپنی کمائی بیوی بچوں پر شوق سے خرچ کرتا ہے۔ یہ نکاح ہی ہے جن کی وجہ سے یہ شخص ان لوگوں پر اتنا خرچ کرتا ہے۔ اس سے انسان کے دل میں انفاق کے جذبے میں اضافہ اور بخل میں کمی آتی ہے اور معاشی طور پر معاشرہ ترقی کرتا ہے۔ دوسری طرف یہ انفاق فضول نہیں بلکہ اس کی ترغیب اسلام نے دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر ثواب کا وعدہ بھی کیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

---

[1] الحجرات، ۴۹:۱۳

Al-Ḥujrāt, 49:13

[2] الہیثمی، علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، قاہرہ، مصر، دار الریان للتراث، ۱۹۸۷، ج ۴، ص ۳۲۸

Al-Hathmī, ʿAli Bin Abū Bakr, Majmʿa al-Zawāʾid, Qāhirah, Miṣr, Dār al-Riyān li al-Turāth, (1987 AD), Vol 4, Pg# 328

إذاأنفق الرجل على أهله نفقة وهو يحتسبها كانت له صدقة ومنها أنفقت فهو لك صدقة حتى اللقمةترفعها في فمه امرأتك۔[1]

جب ایک شخص ثواب کی نیت سے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے تو یہ اس کیلئے صدقہ شمار ہوتا ہے۔ تو جو بھی خرچ کرتا ہے وہ تمہارے لئے صدقہ ہے۔ یہاں تک کہ وہ لقمہ جسے تو اپنی بیوی کے منہ میں دیتا ہے وہ بھی صدقہ ہے۔

اہل وعیال پر انفاق کو بہترین انفاق قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

ودينارتنفقه على مسكين، ودينارتنفقه في سبيل الله،أعظمها أجراًالذي تنفقه على أهلك۔[2]

وہ دینار جسے تو اپنے اہل پر خرچ کرتا ہے اس کا ثواب ان سے بہتر ہے جسے تو کسی مسکین کو یا اللہ کے راستے میں دیتے ہو۔

ستر عیوب

نکاح کے ذریعے مرد عورت دونوں کے عیوب پردے میں ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے پر پردہ ڈالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کی پردہ دری سے سختی سے منع فرمایا ہے:

ان من أشرالناس عندالله منزلةيوم القيامة الرجل يفضى الى امرأته وتفضى اليه ثم ينشر سرها۔[3]

روز قیامت اللہ تعالیٰ کے ہاں بدترین مقام اس شخص کا ہوگا جو اپنی بیوی کے پاس خلوت اختیار کرے اور بیوی اپنے خاوند کے ساتھ خلوت اپنائے اور پھر وہ شخص بیوی کے راز افشاء کر دے۔

جنسی خواہش کی تکمیل کیلئے اگر نکاح کے علاوہ کوئی غلط طریقہ اختیار کیا جائے تو پھر کسی کے عیب پر پردہ نہیں رہے گا۔

دین کی حفاظت

نکاح کی وجہ سے میاں بیوی زندگی کی کئی پہلو میں شیطان کی لغزش سے بچ جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے دینی امور محفوظ ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ نکاح سے میاں بیوی کے آدھے دین کی حفاظت ہو جاتی ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

---

[1] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الوصایا، الرقم:۲۷۴۲

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʿīl, Al-Jāmiʿ al-ṣaḥīḥ, Kitāb: Al-Wiṣāyā, Hadith No. 2742

[2] القشیری، مسلم بن الحجاج، مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال والملوک، الرقم:۹۹۵

Al-Qusharī, Muslim Bin Ḥajjāj, Muslim, Kitāb: Al-Zakāh, Bāb: Faḍl Al-Nafqah ʿAla al-ʿAyāl wa al-Mulūk, Hadith No. 995

[3] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب تحریم افشاء سر المرأۃ، الرقم:۱۴۳۷

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʿīl, Al-Jāmiʿ al-ṣaḥīḥ, Kitāb: Al-Nikāḥ, Bāb: Taḥrīm Ifshāʾ Sirr Al-Marʾah, Hadith No. 1437

اذاتزوج العبد فقد استكمل نصف الدّين۔[1]

بندے نے جب شادی کرلی تو اس نے نصف دین کو پورا کرلیا۔

دوسری جگہ پر فرمایا:

من رزقه الله امرأة صالحة،فقد أعانه على شطر دينه، فليتق الله في الشطر الثاني۔[2]

جسے اللہ تعالیٰ نیک بیوی دیتا ہے تو اس کے ساتھ دین کے ایک حصے میں مدد کرتا ہے۔ پس اسے دوسرے حصے کا خیال رکھنا چاہئے۔

صدقہ جاریہ کا سبب

نکاح ایک ایسا عمل ہے جو صدقہ جاریہ کا سبب بنتا ہے۔ نکاح کے ذریعے اللہ تعالیٰ انسان کو جائز اولاد دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً۔[3]

اور اللہ نے تمہارے واسطے تمہاری ہی قسم سے عورتیں پیدا کیں اور تمہیں تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے دیے۔

اولاد کے ہر نیک عمل میں والدین کا حصہ ہوتا ہے۔ والدین کے مرنے کے بعد یہ ان کے لئے صدقہ جاریہ شمار ہوتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

إذامات الإ نسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة: إلا من صدقة جارية، أوعلم ينتفع به، أو ولد صالح يدعوله۔[4]

جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا اعمال نامہ بند کیا جاتا ہے۔ مگر تین چیزیں مرنے کے بعد بھی اسے فائدہ دیتے ہیں۔ ایک صدقہ جاریہ، دوسرا نفع دینے والا علم اور تیسرا نیک اولاد جو اسے دعائیں دیتے ہوں۔

سنت رسول ﷺ پر عمل

نکاح کا ایک اور مقصد رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ پر عمل پیرا ہونا ہے۔ امت مسلمہ تو درکنار غیر مسلموں کے ہاں بھی رسول اللہ ﷺ کی حیثیت مسلم ہے اور نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ ہمارے لیے نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

---

[1] خطیب تبریزی، محمد بن عبد اللہ، مشکوۃ المصابیح، کتاب النکاح، الفصل الثالث، الرقم:۳۰۹۶

Khaṭīb Tabraizī, Muḥammad Bin ʿAbdullah, Mishkāt al-Maṣābīḥ, Kitāb: Al-Nikāḥ, Bāb: Al-Faṣl Al-Thalith, Hadith No. 3096

[2] حاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، کتاب النکاح، مکہ، سعودی عرب، دار الباز للنشر والتوزیع، الرقم:۲۶۳۲

Hakim, Abu Abd ul Allah Muhammad Bin Abd ul Allah, Al Mustadrak Als Sahihain, Kitab un Nikah, Makka, Saudi Arab, Daar ul Baaz lin Nashar wat Tozeeh, Hadith no 2632

[3] الروم، ۳۰:۲۱

Al-Rūm, 30:21

[4] القشیری، مسلم بن الحجاج، مسلم، کتاب الوصیۃ، باب ما یلحق الانسان بعد وفاتہ، الرقم:۱۶۳۱

Al-Qusharī, Muslim Bin Ḥajjāj, Muslim, Kitāb: Al-Waṣiyyah, Bāb: Mā Yulḥaq Al-Insān Bʿad Wafātih, Hadith No. 1631

تناكحوا تناسلوا تكثروا فإني أباهي بكم الأمم يوم القيامة [1]

یعنی نکاح کر کے اَولاد کی کثرت کرو کہ میں قیامت کے دن تمہارے سبب دوسری اُمّتوں پر فخر کروں گا۔

نکاح کرنے کی صورت میں مسلمان کو یہ شرف حاصل ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس پر فخر کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

خيار امتی المتزوجون[2]

میری امت کے بہترین لوگ شادی شدہ ہیں۔

نکاح حج اکبر کے برابر

نکاح کی سنت پر عمل کرنے کو حج اکبر کے برابر کہا گیا ہے۔ حضرت علیؓ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

التزوج الحج الاكبر ومن انفق دراهم الحج فی تزوجه كتب الله ثواب حجةوالتزواج حصن المؤمن۔[3]

شادی حج اکبر ہے، جس شخص نے حج کے پیسے شادی میں خرچ کئے اللہ تعالیٰ اس کے لئے حج کا ثواب لکھتا ہے اور شادی مؤمن کی حفاظت کا قلعہ ہے۔

خلاصہ کلام

اللہ تعالی نے کائنات میں مرد کے ساتھ عورت کو بھی بھیجا، اس لئے کائنات صرف مرد کے دم سے قائم نہیں ہے بلکہ زندگی کی بقاء کیلئے عورت کا وجود بھی ناگزیر ہے۔ تاریخ کے اوراق پر اگر ہم نظر دوڑائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا مختلف تہذیبوں میں مختلف مقام رہا ہے۔ اسلام کا سورج جب کائنات کے فلک پر طلوع ہوا تو اسلام نے سب سے پہلے عورت کو پستی سے نکالا اور عورت کو وہ مقام اور مرتبہ عطا کیا جس کی وہ مستحق تھی۔ عورت کو نہ صرف اعلی مقام پر فائز کیا بلکہ اس کے حقوق و فرائض سے متعلق ہدایات بھی دیں اور عائلی زندگی کی بنیاد رکھنے کے لیے نکاح کو متعارف کروایا جو کہ گزشتہ انبیاء کی سنت بھی ہے۔ نکاح کرنے کے بعد عائلی زندگی میں صرف مرد کے حقوق متعین نہیں کیے بلکہ عورتوں کے حقوق پر بھی روشنی ڈال کر مرد کی عورت پر اجارہ داری کا خاتمہ بھی کیا اور وراثت میں حق ملکیت سے بھی نوازا۔

اسلام میں نکاح کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اسلام نے نکاح سے متعلق جو فکر و اعتدال اور نظریہ توازن پیش کیا ہے وہ نہایت جامع اور بے نظیر ہے۔ اسلام کی رو سے نکاح محض انسانی خواہشات کی تکمیل کا نام نہیں ہے بلکہ ارتقائے نسل انسانی کا باعث بھی ہے۔ جس طرح انسان کی بہت

---

[1] عبد الرزاق، ابو بکر بن ہمام، المصنف، کتاب النکاح، باب وجوب النکاح وفضلہ، بیروت، لبنان، المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ، الرقم:۱۰۴۳۲

ʿAbdul Razzāq, Abū Bakr Bin Hammām, Al-Muṣannaf, Kitāb: AL-Nikāḥ, Bḥb, Wujūb al-Nikāḥ wa Faḍlih, Bairūt, Labnān, Al-Maktab Al-Islāmī, (1403 AH) , Hadith No. 10432

[2] دیلمی، ابو شجاع شیرویہ بن شہر دار، الفردوس، کتاب الإفصاح عن أحادیث النکاح، بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء، الرقم:۲۸۶۷

Dailmī, Abuū Shujaʿ Shairwiyyah Bin Shehar Dār, Al-Firdaus, Kitāb: Al-Ifṣāḥ ʿAn Aḥādīth al-Nikāḥ, Bairūt, Labnān, Dār al-Kutub al-ʿilmiyyah, (1986 AD), Hadith No. 2867

[3] البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، الرقم 3209

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʿīl, Al-Jāmiʿ al-ṣaḥīḥ, Kitāb al-Nikāḥ, Bāb: Al-Targhīb Fī al-Nikāḥ, Hadith No. 3209

ساری فطری ضروریات ہیں، اسی طرح نکاح بھی انسان کی ایک اہم فطری ضرورت ہے۔ اس لیے اسلام میں انسان کو اپنی اس فطری ضرورت کو جائز اور مہذب طریقے سے پورا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اسلام نے نکاح کو انسانی بقاو تحفظ کیلئے ضروری قرار دیا ہے۔ اسلام نے تو نکاح کو احساس بندگی اور شعور زندگی کیلئے عبادت سے تعبیر کیا ہے۔ اگر انسان نکاح سے جو انسانی فطری ضرورت ہے، منہ موڑنے کی کوشش کرتا ہے تو انسان کو خطرناک نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نکاح کے بغیر معاشرے کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ تاریخ میں چند استثنائی صورتوں اور چند مذہبی لوگوں کے افکار کے علاوہ دنیا میں ہمیشہ تمام لوگ ہر زمانے میں شادی کو ضروری تسلیم کرتے آئے ہیں۔ اگر تاریخ کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قوم اور ملت شادی سے مستثنیٰ نہیں رہے ہیں۔ نکاح کی عصری معنویت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ نکاح خاندان کو وجود بخشتا ہے، سماج کا تصور دیتا ہے، گھر گرہستی کا نظام قائم کرتا ہے اور بہترین معاشرہ تشکیل دیتا ہے۔